انسانی زندگی کی قدر و قیمت

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا قُلْتُمْ؟)) قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَلَهُ وَيَرْحَمَهُ وَيُلْحِقَهُ بِصَاحِبِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَاَيْنَ صَلَاتُهُ وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ؟)) اَوْ قَالَ ((صِيَامُهُ بَعْدَ صِيَامِهِ؟ لَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ!))

(رواہ احمد وابن ماجہ)

''حضرت عبید بن خالد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی (یعنی اس وقت کے دستور کے مطابق ان کو باہم بھائی بھائی بنایا) پھر یہ ہوا کہ اُن میں سے ایک صاحب (قریبی زمانہ میں ہی) جہاد میں شہید ہو گئے' پھر ایک ہی ہفتہ بعد یا اس کے قریب دوسرے صاحب کا بھی انتقال ہوگیا (یعنی ان کا انتقال کسی بیماری سے گھر پر ہی ہوا) تو صحابہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے والے ان اصحاب سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے (نماز جنازہ میں) کیا کہا؟ (یعنی مرنے والے بھائی کے حق میں تم نے اللہ سے کیا دعا کی؟) انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس کے لیے یہ دعا کی کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے' اس پر رحمت فرمائے اور (ان کے جو ساتھی شہید ہو کر اللہ کے قرب و رضا کا وہ مقام حاصل کر چکے ہیں جو شہیدوں کو حاصل ہوتا ہے' اللہ ان کو بھی اپنے فضل و کرم سے اسی مقام پر پہنچا کے) اپنے اس بھائی اور ساتھی کے ساتھ کر دے' (تاکہ جنت میں اُسی طرح ساتھ رہیں جس طرح کہ یہاں رہتے تھے)۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اُس شہید ہونے والے بھائی کی نمازوں کے بعد (یعنی شہادت کی وجہ سے ان کی نمازوں کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد) انہوں نے پڑھیں' اور دوسرے وہ اعمالِ خیر کہاں گئے جو اس شہید کے اعمال کے بعد انہوں نے کیے' یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا کہ اس کے وہ روزے کہاں گئے جو اس بھائی کے روزوں کے بعد انہوں نے رکھے؟ (راوی کو شک ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عام اعمال کا ذکر کیا تھا' یا روزوں کا ذکر فرمایا تھا)۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کے مقامات میں تو اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے!''

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دو آدمیوں کے درمیان اخوّت کا رشتہ قائم فرمایا۔ اُن میں سے ایک

نے اللہ کی راہ میں شہادت پائی اور دوسرا اس کے آٹھ دس دن بعد فوت ہو گیا۔ پس جب اصحابِ رسولؐ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھ لی تو آپؐ نے حاضرین سے پوچھا: تم نے مرنے والے کے حق میں کیا دعا کی؟ لوگوں نے جواب دیا: ہم نے اس کے حق میں پروردگار سے دعا کی کہ وہ اسے بخش دے‘ اس پر رحم کرے اور اس کے درجات کو بلند کر کے اُسے اس کے شہید بھائی کے مقام تک پہنچا دے۔ اس پر آپؐ نے حاضرین کی بات کی اصلاح کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ اس شخص کا مقام تو شہید بھائی کے مقام سے بہت بلند ہے‘ کیونکہ یہ شخص شہید بھائی کے بعد کچھ دن زندہ رہا اور ان دنوں میں اس نے نمازیں پڑھیں‘ اچھے عمل کیے اور روزے رکھے۔ گویا اس کے اِن چند دنوں کی نیکیاں وہ ہیں جو اُس کے شہید بھائی کو نصیب نہیں ہوئیں‘ کیونکہ وفات کے بعد تو انسان کوئی عمل نہیں کر سکتا اور اس کا نامۂ اعمال بند ہو جاتا ہے۔ شہید بھائی کا نامۂ اعمال دوسرے بھائی سے چند روز پہلے بند ہو گیا جبکہ اس کے بھائی کو کچھ دن مزید مل گئے جس میں اُس نے نیک عمل کیے اور وہ نیکیوں میں اپنے شہید بھائی سے آگے نکل گیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ شہید کا مقام تو بہت بلند ہوتا ہے‘ اسی لیے صحابہ کرام ؓ نے بھی اس شہید کا مقام بہت اونچا سمجھا اور دوسرے بھائی کے حق میں اس کے مقام تک پہنچنے کی دعا کی۔ مگر حقیقت یہ تھی کہ اس دوسرے بھائی کی تمنا شہادت پانے کی تھی لیکن اس کو موقع نہ ملا۔ اگر اس کو موقع ملتا تو وہ بھی ضرور فی سبیل اللہ جہاد میں نکلتا۔ چنانچہ حسنِ نیت کی وجہ سے اسے شہادت نہ پانے کے باوجود شہادت کا درجہ نصیب ہوا اور وہ شہید بھائی کے برابر ہو گیا اور جو چند روز اُسے اضافی ملے اور اس نے ان دنوں میں نیکیاں کیں تو اس کا درجہ شہید بھائی سے بڑھ گیا‘ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی خبر کے مطابق وہ شہید بھائی سے اتنا اونچا چلا گیا کہ جتنا آسمان زمین سے بلند ہے۔

انسان کی زندگی مہلتِ عمل کا دورانیہ ہے اور دنیا دار العمل ہے۔ انسان اپنی زندگی میں جو بھی عمل کرے گا اس کا بدلہ اسے اگلی زندگی میں ضرور ملے گا۔ اگلا جہان دار الآخرت ہے۔ دنیا کی زندگی میں اچھے اعمال کا بدلہ اچھائی میں اور برے اعمال کا بدلہ برائی میں نہیں ملتا۔ وجہ بالکل ظاہر ہے کہ یہ دنیا جزا و سزا کی جگہ ہے ہی نہیں‘ یہاں تو انسان آزمائش میں ہے۔ اس کو کھلی چھٹی ہے کہ چاہے تو نیک عمل کرے اور چاہے برائیاں کمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:٢)

’’اُس نے موت اور زندگی کو تخلیق کیا تاکہ (انسان کو) آزمائے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔‘‘

دنیا کی زندگی میں طرح طرح کی دلکشیاں ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ﴾ (آل عمران:١٤)

’’لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں —— جیسے عورتیں‘ بیٹے‘ جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے خزانے‘ نشان لگے ہوئے گھوڑے‘ مویشی اور کھیتی۔‘‘

گویا انسان کا امتحان ہے کہ وہ دُنیاوی زیب و زینت کی محبت میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے یا دامن بچا کر چلتا ہے کہ دُنیا کی پُرکشش چیزیں اسے مقصدِ زندگی سے غافل نہ کرسکیں۔ گویا ؎

رُخِ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اِدھر آتا ہے دیکھیں یا اُدھر پروانہ جاتا ہے!

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو زندگی کے شب و روز کی قدر و قیمت سے واقف ہیں اور وہ مہلتِ عمر سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ فوز و فلاح پائیں گے اور آخرت کے انعامات سے سرفراز کیے جائیں گے۔ اور جو لوگ اس دنیا کی زندگی میں نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کا شکار ہو گئے' حلال و حرام کی تمیز نہ کی' حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پامال کیا' موت کے وقت سوائے حسرت و افسوس کے ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اور وہ اپنی بداعمالیوں کی سزا پا کر رہیں گے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ آدمیوں میں کون اچھا ہے؟ (یعنی کس قسم کا آدمی آخرت میں زیادہ کامیاب اور فلاح یاب رہے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس کے اعمال اچھے ہوئے''۔ پھر آپؐ نے عرض کیا کہ آدمیوں میں زیادہ بُرا (اور آخرت میں زیادہ خسارے میں رہنے والا) کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس کے اعمال بُرے ہوئے''۔ (مسند احمد) اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے شب و روز بہت اہم ہیں۔ یہ انسان کو جنت کی طرف بھی لے جاسکتے ہیں اور دوزخ کی طرف بھی۔ ؎

قُلزمِ ہستی سے تُو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!

صبح طلوع ہوتی ہے تو انسان کاروبارِ زندگی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ایک شخص دنیا کے کام خالقِ کائنات کی رضا کے مطابق کرتا ہے' کسی کے حقوق تلف نہیں کرتا بلکہ دین کے تقاضوں کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتا ہے' دین کی سربلندی کے لیے جدّوجہد کرتا ہے اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اپنی زبان کو تر رکھتا ہے' اس طرح اس کا دن گزر جاتا ہے۔ رات ہوتی ہے تو وہ اللہ کا ذکر کرتے کرتے نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے' رات کو اگر کبھی جاگ جائے تو تسبیح' تکبیر اور تہلیل اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں' صبح اُٹھ کر پھر اللہ کا نام لیتا ہے اور کاروبارِ زندگی میں لگ جاتا ہے' تو ایسا شخص کامیاب و کامران ہے' کیونکہ یہ اللہ کی نافرمانی والے کاموں سے بچتا ہے۔ ایسے شخص کی زندگی غنیمت ہے' جو جتنی لمبی عمر پائے گا اس کے نامۂ اعمال میں ثواب بڑھتا چلا جائے گا۔ اس کے برعکس جو شخص زندگی معصیت میں گزارتا ہے' لمبی عمر اُس کے نامۂ اعمال میں بُرائیوں میں اضافے کا سبب بنے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسا شخص بدترین لوگوں میں سے ہے۔ گویا اللہ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرنے والے اللہ کے ہاں انعام پا کر بلند سے بلند مرتبے پر فائز ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے وقت کی اہمیت کو سمجھا' زندگی کو لہو و لعب میں نہیں گزارا بلکہ شہادت کی تمنا لیے ہوئے' نماز و روزہ اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے ہوئے زندگی گزار دی تو ایسے لوگ بلاشبہ اگر لمبی عمر پائیں گے تو بڑے بڑے صلحاء سے اجر و ثواب میں

آگے نکل جائیں گے۔

زندگی میں اسلام اور ایمان کے ساتھ لمبی عمر گراں قدر تحفہ ہے' اس پر جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے' کیونکہ فرائض دینی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اگر مؤمن بندہ سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر' لا الٰہ الا اللہ زبان پر جاری رکھے تو عظیم ثواب پاتا ہے۔ ان کلمات کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''دو کلمے زبان پر ہلکے پھلکے' میزانِ عمل میں بڑے بھاری اور خداوند مہربان کو بہت پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔'' (بخاری)

زندگی عطیۂ خداوندی ہے۔ ہر شخص کی زندگی ایک دن ختم ہو جاتی ہے۔ موت سے پہلے پہلے اسے نیک عمل کرنے کی مہلت ہے اور یہ مہلت ہر روز کم ہوتی جا رہی ہے ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی!

زندگی کی جو گھڑیاں گزر گئیں ہیں وہ واپس نہیں آ سکتیں۔ عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ وقت سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے' ورنہ پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور پھر پچھتاوا عذاب کی شکل اختیار کر لے گا۔

کہتے ہیں کہ ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ وفات کے بعد وہ اپنے ایک عقیدت مند کو خواب میں ملے۔ اس شخص نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے جواب نہ دیا' پھر سلام کیا مگر انہوں نے جواب نہ دیا۔ اس شخص نے بڑے ادب سے پوچھا: حضرت آپ سلام کا جواب نہیں دے رہے؟ اس پر انہوں نے کہا: ''سلام کا جواب دینا تو نیک عمل ہے' مگر ہم جو فوت ہو چکے ہیں اب کوئی نیک عمل نہیں کر سکتے' ہماری مہلتِ عمل ختم ہو چکی ہے۔ یہ تو آپ خوش نصیب ہیں جن کے پاس نیک کام کرنے کے لیے زندگی کے ایام باقی ہیں''۔ یہ بات تو خواب کی ہے اور خواب کی بنیاد پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ تاہم اس خواب سے اس مسلمہ حقیقت کی تائید ہوتی ہے کہ دنیا دارالعمل ہے اور یہاں سے کوچ کرنے کے بعد دارالجزاء ہے' وہاں کسی نیک یا بدعمل کرنے کا موقع نہیں۔ مسلمان خوش قسمت ہے کہ اسے اسلام جیسا متوازن اور سہل دین ملا۔ یہ اگر دیانت داری کے ساتھ معاشی جدوجہد کرتا ہے تو بھی ثواب پائے گا۔ رزق حلال کما کر اس میں سے فی سبیل اللہ خرچ تو باعث ثواب ہے ہی' جو رقم وہ اپنے اہل وعیال کی جائز ضروریات پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ و خیرات شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا اس دنیا کی زندگی کو غنیمت جان کر یہاں کے شام وسحر سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہی دانش مندی ہے۔

❁❁❁

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت و تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔